بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلمۃ الحرمین

کُلُّ بِدۡعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ

نصابِ تعلیم میں جاہلانہ، فرقہ وارانہ مواد

—— وفاقی وزارتِ تعلیم جلد متوجہ ہو!

ساتویں جماعت کی اردو کی کتاب میں شامل ایک مضمون، بعنوان :
"جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم —— روداد !"
ہمارے پیشِ نظر ہے —— لکھا ہے :

"آج ۱۲ ربیع الاول ہے ۔ صبح ہی سے ہر طرف رونق اور چہل پہل دکھائی دیتی ہے ۔ سکول کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا ہے ۔ تمام طالب علم خوش وخرم رنگ برنگے لباس پہنے ہال میں جمع ہو رہے ہیں ۔ جشن کا سا سماں ہے، کیوں نہ ہو

محمد مصطفٰے صلِّ علیٰ کی آج آمد ہے
حبیبِ کبریا صلِّ علیٰ کی آج آمد ہے

آج باعثِ تخلیقِ کائنات ، رحمتِ عالم ، نورِ مجسم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جشنِ ولادت ہے ۔ آپؐ کی آمد کی خوشی کا جشن منانا ہر مسلمان پر لازم ہے اور عبادت کا درجہ رکھتا ہے ۔" (صفحہ ۱۷)

"لیجیے انتظار کی زحمت ختم ہوئی ۔ مہمانِ خصوصی ہیڈ ماسٹر صاحب کی معیت میں تشریف لے آئے ۔ طالب علموں نے تالیاں بجا کر اور اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا ۔ اب سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے ہیں ۔ ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہیں اور ایسی خاموشی ہے کہ سوئی پھینکو تو

آواز سنائی دے۔ ایسے میں درود شریف کی پرسوز آواز گونجتی ہے

صلّی اللہ علیک یارسول اللہ

وسلّم علیک یاحبیب اللہ!

ہال میں بیٹھے ہوئے تمام سامعین اس عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔۔
۔۔۔ کیوں نہ ہو ایک ایسی ہستی پر درود بھیجا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے اور جس کی خاطر یہ کائنات تخلیق ہوئی ہے" (ص۱۷ تا ص۱۸)

"تمام طالب علم ہمہ تن گوش ہیں۔ بعض بعض موقعوں پر جوشِ جذبات سے نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت یارسول اللہ صلی اللہ علیک آلہٖ وسلم کی صدائیں بھی بلند کر رہے ہیں، لیجیے خطبے کا اختتام ہوا۔ اب تمام سامعین اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے ہیں اور پرسوز آواز میں درود و سلام پڑھا جا رہا ہے

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

آخر میں یہ سلام پڑھا جاتا ہے۔۔۔۔۔

یا نبی سلام علیک

یا حبیب سلام علیک

یا رسول سلام علیک

صلواۃ اللہ علیک!" (ص۱۸ تا ص۱۹)

اردو کی ساتویں کتاب، جس میں یہ مضمون شامل ہے "قومی ریویو کمیٹی وفاقی وزارتِ تعلیم، حکومتِ پاکستان" سے منظور شدہ ہے ــــ اس کتاب کو ترتیب دینے کے لیے جن ماہرینِ فن کی خدمات حاصل کی گئیں، ان کے نام ٹائیٹل کے اندرونی صفحہ پر درج ہیں۔ ــــ اور باعثِ صد حیرت و استعجاب، کہ ان میں سے ایک نام "وقار بن الٰہی" بھی ہے ــــ انّا للہ و انّا الیہ راجعون!

تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے، اور اس کا کوئی بیٹا

نہیں ـــــ یہ ایک ایسی موٹی سی بات ہے جو ہر مسلمان مرد و عورت، بلکہ بچوں تک کو معلوم ہے ـــــ تب اس کتاب کو تیار کرنے والوں کی ہمت کی داد ہی دینی پڑے گی کہ انھوں نے اس کی ادارت کے لیے "وقار بن الٰہی" یعنی "اللہ تعالیٰ کے بیٹے (مسٹر) وقار" نہ جانے کہاں سے ڈھونڈ نکالے ہیں؟

ظاہر ہے کہ وقار صاحب اپنے نام سے خود آشنا تو ہوں گے، اور قومی ریویو کمیٹی نے بھی کتاب کو منظور کرتے وقت یہ نام پڑھا ہوگا ـــــ اس کے باوجود اگر مدیر صاحب کے علاوہ کمیٹی کے معزز ارکان میں سے کسی ایک کو بھی اس احمقانہ نام کا احساس نہ ہوسکا، تو یہ بات ان تمام کے اسلامی تعلیمات سے قطعًا کوئی لگاؤ نہ رکھنے پر دلالت کناں ہے ـــــ بایں ہمہ انھیں نصابِ تعلیم کے سلسلہ کی گراں تر ذمہ داری سپرد کی گئی ہے ـــــ مثل مشہور ہے کہ "جیسی روح ویسے فرشتے" ـــــ لہٰذا نام کے علاوہ کام، یعنی زیرِ نظر مضمون بھی حماقتوں اور جہالتوں کا مرقع ہے ـــــ مثلاً:

- کہا گیا ہے کہ "آپ کی آمد کی خوشی کا جشن منانا ہر مسلمان پر لازم ہے اور عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔"

حالانکہ یہ جشن نہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کبھی منایا، نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے، نہ تابعینؒ نے، نہ تبع تابعینؒ نے اور نہ ائمہ و محدثین کرامؒ نے ـــــ تب سوال یہ ہے کہ ان سب کی مسلمانی کے بارے کیا خیال ہے؟ ـــــ عبادت کا یہ پہلو ان سب سے کیوں کر نظر انداز ہوگیا؟ اور بعد والے جو یہ جشن منا رہے ہیں، ان تمام بزرگ ہستیوں سے بڑھ کر کیسے عبادت گزار ہوگئے؟ ـــــ کیا ان سب حضرات کی توہین کا اس سے بڑھ کر بھی کوئی تصور ممکن ہے؟

مضمون نگار کے علاوہ قومی ریویو کمیٹی کے اراکین کو بھی شاید یہ علم نہیں کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو، قرونِ اولیٰ میں نہ ہوا ہو، اور بعد میں اسے عبادت و ثواب سمجھ کر کیا جائے تو یہ دین میں اضافہ ہے، بدعت ہے ـــــ ایسے فعل کا موجد و مرتکب خود شارع بننے کی کوشش کرتا ہے، حالانکہ شریعت سازی صرف اللہ تعالیٰ کو لائق ہے ـــــ ساتھ ہی ساتھ وہ قرآنی فرمان "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" یعنی "تکمیلِ دین" کو جھٹلاتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گویا یہ الزام دھرتا ہے کہ آپؐ نے

دین و عبادت کے بعض امور کو ہم سے چھپا لیا تھا ـــــ یوں وہ رب، رسولؐ اور قرآن، سب کے حق میں شرمناک گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے ـــــ اسی لیے بدعت کے بارے فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ :

"کلّ بدعة ضلالة وکلّ ضلالةٍ فی النّار"

"ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں جھونکی جائے گی!"

● لکھا ہے : "آج ۱۲ ربیع الاول ہے" ..... محمد مصطفےٰ صلِّ علیٰ کی آج آمد ہے!"
حالانکہ آپؐ کی تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے ـــــ راجح یہ ہے کہ تاریخِ ولادت ۹ ربیع الاول ہے (دیکھیے سیرۃ النبیؐ از علامہ شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۱۷۲-۱۷۳ ـــــ رحمۃ للعالمینؐ از علامہ قاضی سلمان منصور پوری جلد دوم صفحہ ۱۶)

جب کہ تاریخِ وفات متفقہ طور پر ۱۲ ربیع الاول ہے ـــــ یہی وجہ ہے کہ چند سال قبل تک آپؐ کے یومِ وفات کو "بارہ وفات" کے نام سے موسوم کیا جاتا رہا ہے۔
علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربیع الاول میں ہر سال تشریف نہیں لاتے ـــــ آپؐ اس دنیا میں ایک ہی مرتبہ تشریف لائے تھے ـــــ یہ مبارک ساعت آئی اور گزر گئی، اور رہتی دنیا تک یہ گھڑی دوبارہ کبھی نہیں آئے گی ـــــ چنانچہ مومنوں کو آپؐ سے ملاقات کا شرف اب روزِ قیامت ہی کو حاصل ہو گا ـــــ تب ہر سال یہ جشن کس بات پر منائے جا رہے ہیں؟ ـــــ کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت کے حوالے سے آپؐ ہی کی نافرمانیوں اور بدعات کو فروغ دینے پر؟

● جشن کی روداد میں لکھا ہے کہ "مہمانِ خصوصی ہیڈ ماسٹر صاحب کی معیت میں تشریف لائے تو طالب علموں نے تالیاں بجا کر اور اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا!"
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، خود اپنی آمد پر بھی، صحابہ کرامؓ کو استقبال کے لیے کھڑے ہونے سے منع فرما دیا تھا ـــــ آپؐ نے فرمایا تھا :

"لا تقوموا کما یقوم الاعاجم - الحدیث"! (مشکوٰۃ، باب القیام صفحہ ۴۰۳)

"آپ عجمیوں کی طرح تعظیماً کھڑے نہ ہوا کریں۔"

ـــــ پھر مہمانِ خصوصی اور ہیڈ ماسٹر صاحب کی کیا حیثیت ہے؟

علاوہ ازیں مضمون نگار اس جشن منانے کو عبادت قرار دے چکے ہیں ـــــ اگر واقعی یہی بات ہے تو کیا تالیاں بجانا بھی عبادت ہی کا ایک حصّہ ہے؟ ـــــ قرآنِ مجید میں کفار کی عبادت کا یوں ذکر ہوا ہے:

"وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً" (الانفال: ۳۵)

"ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی"

پھر مضمون نگار نے صرف سکول میں منائے جانے والے جشن کی روداد لکھی ہے۔ اگر اس سلسلہ میں ان کا سروے وسیع ہوتا تو انھیں معلوم ہوتا کہ اب تو چمٹے باجے، فلمی گانے اور ان کی سُر تال پر رقص، بھنگڑے اور دھمالیں تک اس "عبادت" میں شامل ہو چکے ہیں!

- مضمون نگار نے نظم ونثر میں تین مقامات پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باعثِ تخلیقِ کائنات بتلایا ہے!

حالانکہ یہ عقیدہ من گھڑت اور ایجادِ بندہ ہے ـــــ قرآنِ مجید میں ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (الذّٰریٰت: ۵۶)

"اور نہیں پیدا کیا میں نے جنوں اور انسانوں کو، مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں"

لہٰذا باعثِ تخلیقِ کائنات اللہ عزّ وجل کی عبادت ہے ـــــ یاد رہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حقیقی احترام آپؐ کی تعلیمات یعنی کتاب وسنت کی اتباع میں ہے، ان کی مخالفت کرتے ہوئے اختراعات کی پیروی میں نہیں!

- مضمون میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "نورِ مجسّم" لکھا گیا ہے۔

حالانکہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے ہوئے آپؐ کے بارے "نور من نور اللہ" کا عقیدہ رکھنا کتاب وسنت کی تکذیب کے علاوہ صریح شرک بھی ہے ـــــ "نورِ مجسّم" ایسے ہی معتقدین کی وضع کردہ اصطلاح ہے ـــــ طرفہ یہ کہ یہی لوگ عید میلاد بھی مناتے ہیں ـــــ کوئی ان سے پوچھے، کیا اللہ کے نور کی بھی ولادت ہوا کرتی ہے؟

- انہی لوگوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ آپؐ حاضر ناظر ہیں ـــــ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ

شعر بھی پڑھتے ہیں ؎

محمد مصطفےٰ صلِّ علیٰ کی آج آمد ہے
حبیبِ کبریا صلِّ علیٰ کی آج آمد ہے

حالانکہ "حاضر ناظر" اور "آمد" ایک دوسرے کی ضد ہیں ـــ یعنی اگر آپؐ "حاضر ناظر" ہیں تو "آمد" کی اطلاع کے کوئی معنی نہیں ـــ اور اگر "آمد" والی بات درست ہے تو "حاضر ناظر" کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے ـــ ویسے بھی اس شعر کے عربی الفاظ "صلِّ علیٰ" کا اگر ترجمہ کر دیا جائے تو صورتِ حال کچھ یوں بنتی ہے کہ ؎

محمد مصطفےٰ درود بھیج اوپر کی آج آمد ہے
حبیبِ کبریا درود بھیج اوپر کی آج آمد ہے

ـــ قومی ریویو کمیٹی کو یہ مضمون پاس کرتے وقت مضمون نگار سے یہ تو پوچھ لینا چاہیے تھا کہ وہ ساتویں جماعت کے طالب علموں کو کیا پڑھانا چاہ رہے ہیں؟

● مضمون میں نعرۂ رسالت کے الفاظ یوں ہیں :

"یارسول اللہ صلی اللہ علیك آلہٖ وسلّم!"

اور یہ بھی ایک عجوبہ ہی ہیں ـــ اولاً تو "علیك" اور "آلہٖ" کے درمیان "و" مفقود ہے، ثانیاً "یا" سے لے کر "علیك" تک صیغہ خطاب (حاضر) کا ہے، جب کہ "آلہٖ" بصیغۂ غائب استعمال ہوا ہے ـــ یوں اس نعرۂ رسالت کی ترکیب کیا بنتی ہے، اس کے اصل رمز آشنا تو اس کے موجد ہی ہو سکتے ہیں ـــ ہاں ہمیں خدشہ یہ لاحق ہے کہ ایسی ہی تراکیب پڑھنے والے طالب علم کل کو اگر سکول ماسٹر لگیں گے تو دیگر مضامین کے علاوہ گرائمر بھی پڑھایا کریں گے۔

● مضمون میں درج شدہ تمام درود شعروں میں ہیں ـــ ظاہر ہے کہ نہ صرف خلافِ سنت ہیں، بلکہ ایک مخصوص مسلک کے اُن عقائد کے ترجمان بھی، جو ان کے اور دیگر مسالک (دیوبندی، اہل حدیث) کے درمیان مدتِ مدید سے متنازعہ فیہ چلے آ رہے ہیں ـــ اور جنھیں اب جہالت سے، یا سوچی سمجھی سکیم کے تحت نصابِ تعلیم میں شامل کر کے فرقہ واریت کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی گئی ہے، بلکہ اس کے دائرہ کار کو تعلیمی اداروں تک وسیع کر دیا گیا ہے ـــ اس مسلک کے عقائد میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا سرِفہرست

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مضمون میں شامل درود وسلام بصیغۂ خطاب ہیں، اور ان سب میں حرفِ نداء "یا" استعمال ہوا ہے ـــــ مذکورہ بالا نعرۂ رسالت بھی اسی مخصوص مسلک کا نعرہ ہے اور درود پڑھتے وقت کھڑے ہو جانا بھی[1]، جس کا ذکر مضمون میں موجود ہے، انہی عقائد کا حصّہ[2] ـــــ جب کہ دیوبندی اور اہل حدیث کے نزدیک یہ عقائد علیٰ وجہ البصیرت، کتاب وسنّت کی روشنی میں مشرکانہ ہیں، اور خود جشنِ میلاد ان کے نزدیک بدعت!

مختصراً، یہ پورے کا پورا مضمون جاہلانہ بھی ہے، مشرکانہ بھی، مبتدعانہ بھی، فرقہ وارانہ بھی، اور قومی وملکی مصالح نیز عدل وانصاف کے تقاضوں کے منافی بھی ـــــ سطورِ بالا میں جن مسائل کی نشاندہی ہم نے کی ہے، یہ فروعی مسائل نہیں، توحید وسنت کے اصولی مسائل ہیں ـــــ ان کا تعلق عقائد سے ہے، اور عقائد کا معاملہ اخروی کامرانی کا معاملہ ہے یا اخروی بربادی کا! ـــــ اگر صرف ایک مخصوص مسلک کے حامل طلبہ ملک بھر کے سکولوں میں زیرِ تعلیم ہوتے تو ہمیں یہ سطور لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی ـــــ لیکن جب ان کے علاوہ دیوبندی اور اہل حدیث مسلک سے وابستگان کے بچے بھی ان سکولوں کے طالب علم ہیں، تو انھیں یہ پوچھنے کا حق پہنچتا ہے کہ یہ مضمون نصابِ تعلیم میں شامل کر کے انھیں شرک و بدعت کی تعلیم کیوں دی جا رہی ہے؟ ـــ ان کے بچوں کے معصوم ذہن مسموم کرنے کی یہ کوشش آخر کس بناء پر؟ ـــــ ان کے عقائد خراب کرنے اور صرف ایک مسلک کے عقائد کو دیگر تمام مسالک کے عقائد پر ٹھونسنا قومی ریویوکمیٹی نے اپنے فرائض میں کب سے شامل کر لیا ہے؟

ہم وفاقی وزارتِ تعلیم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ:

- نہ صرف زیرِ نظر مضمون، بلکہ اسی قبیل کے دیگر تمام مضامین کو بھی نصابی کتابوں سے خارج کر کے تمام مسالک کا متفقہ نصاب ترتیب دیا جائے۔
- تعلیمی اداروں میں ایسی تقریبات، جو صرف کسی ایک مسلک کی ترجمان ہوں، ان پر پابندی عائد کی جائے۔

---

[1] حالانکہ مسنون وافضل ترین درود، درودِ ابراہیمی ہے، جو نماز میں بھی بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔

[2] کیوں کہ ان کے زعمِ باطل میں اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس تشریف لاتے ہیں۔

- سکولوں میں صبح کے وقت دعاء کے ساتھ فلمی گانوں کی طرز پر شرکیہ نعتیں پڑھنا ممنوع قرار دیا جائے، کہ ان کی رپورٹیں بھی سننے میں آرہی ہیں۔

ورنہ دیوبندی اور اہل حدیث یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ وفاقی وزارتِ تعلیم فرقہ واریت کو نہ صرف ہوا دے رہی ہے، بلکہ کسی سوچی سمجھی سکیم کے تحت اس کی سرپرستی بھی کر رہی ہے —— اور جس کے نتائج ملک و قوم کے حق میں نیک فال ثابت نہیں ہوں گے!

(اکرام اللہ ساجد)

شعر و ادب

فضل آبابالوی

ہدیۂ نعت

شفیعِ محشر، تری محبت ہزاروں لاکھوں دلوں کی دھڑکن
تمام رحمت، تمام شفقت، تمام عالم پہ سایہ افگن

حبیبِ یزداں سے میری الفت تو غائبانہ، ہے والہانہ
انہی کے احکام میرا مسلک، انہی سے میرا وجود روشن

تجلّیاتِ ازل سے ہر دم ہے بقعۂ نور شہر طیبا
نہ شہر روئے زمیں پہ ایسا نہ خلد و فردوس میں یہ گلشن

نبیؐ کے نقشِ قدم پہ چلنا ہے دین و دنیا کی سرفرازی
اگر ہے فکر آخرت کی دِل میں، تو تھام لے بس انہی کا دامن

دعاء یہی ہے کہ فضلؔ بیکس کی ہو رسائی شہر نبیؐ تک
یہ بخت ہو جائے اس کا یاور، یہ شہر بن جائے اس کا مسکن